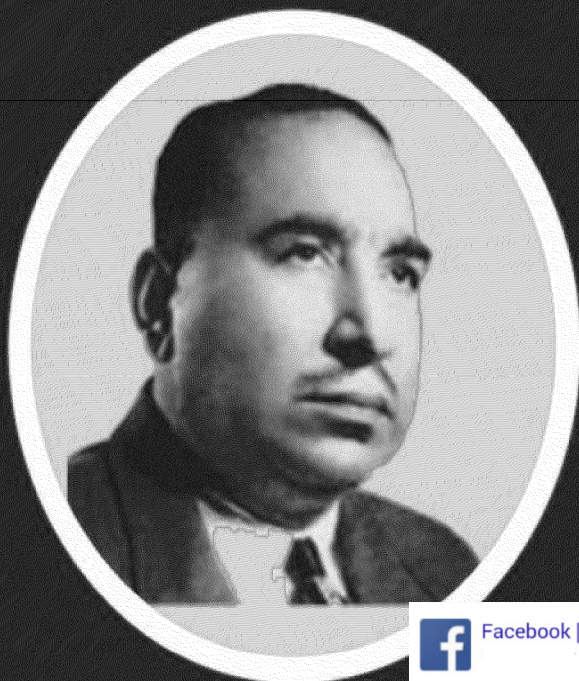


تحقیقات نظریہ مفرد اعضاء



کتاب خانہ طبیب | Facebook

المعانج حکیم انقلاب دوست محمد صابر ملتانی
تحریک تجدید طب پاکستان رجسٹرڈ

انتساب

فن کے متلاشیوں کے نام ایک مفید بحث
 نظریہ مفرد اعضاء پر مدلل بحث
 مجدد طب المعالج دوست محمد صابر ملتانی

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب..... نظریہ مفرد اعضاء
مصنف..... صابر ملتانی
طبع اول..... ستمبر
طبع دوم..... جون
طبع سوم..... فروری
طبع چہارم..... اپریل 2005
تعداد..... دو ہزار
قیمت..... تیس روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابھی تھیلیل ٹشو، مسکولر ٹشو، لیکیکو ٹشو اور نرو ٹشو ہمارے جسم میں یہی چاروں ٹشوز ہیں انہی کے مزاج کو میں نے اخلاط پر منطبق کر دیا ہے اور بنایا ہے یہی کیفیات یعنی اخلاط جو چاروں انسجہ کا مزاج ہے یعنی بلغم، سوداء، صفراء اور خون جب مجسم صورت اختیار کرتے ہیں تو اعضاء بن جاتے ہیں، دوسرے الفاظ میں ٹشوز بن جاتے ہیں، انہی کو میں مفرد اعضاء کہتا ہوں کسی کو اعتراض یا اختلاف ہو تو سامنے آجائے کسی ڈاکٹر کو اختلاف ہو تو سامنے آکر بات چیت کرے، اور جب بھی چاہے آجائے اگر وہ کامیاب ہو جائے تو دس ہزار روپیہ مجھ سے نقد حاصل کر لے۔

بحوالہ حضرت صابر ملتانی 10 مئی 1970 منڈی بہاؤ الدین

بحوالہ سوانح حیات و خطابات صابر نوری کتب خانہ اشاعت اول 1995

میں نے تمام مروجہ طریقہ ہائے علاج کو اپنایا ہے اور گہرا مطالعہ و تجربہ اور مشاہدہ کیا ہے وہ سب ناکام ثابت ہوئے ہیں لیکن میں نے طب یونانی کو کامیاب ترین طریقہ علاج پر تجرباتی و مشاہداتی ہی نہیں الہامی و وجدانی بھی پایا ہے اس کے اصول و قوانین کے تحت اثرات، ہمیشہ دوا اور دوا چارہ ہی ثابت ہوتے ہیں کبھی خطا نہیں ہوتی لیکن زمانہ کے ساتھ ساتھ اور انحطاط اور غلامی اور فرنگی حکومت کے غلبہ اور نظام حکومت بدلنے پر دیگر علوم و فنون اور صنعت و حرفت کی طرح علم و فن طب بھی فرنگی کی دست و برو کا شکار ہو گیا، محمد بن زکریا اور شیخ الرئیس کے بعد کوئی فنکار نظر نہیں آتا جس نے فن طب کی کوئی ادنیٰ سی بھی خدمت کی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ڈالا کہ جب تک فرنگی طب کا ابطال نہ ہوگا اور یونانی طب کی کتب کے قوانین کا استحقاق نہ ہوگا فن زندہ نہیں رہ سکتا اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ ہدایت و روشنی میں ہی میں نے شیخ کے ایک قانون پر نظریہ کی بنیاد رکھی اور دنیا کے قوانین اور اصول ہائے طب کو اس کسوٹی پر پرکھا تو سب غلط ثابت ہوئے اور اس کے برعکس وہ طب یونانی کی دوا کو بھی غلط ثابت نہیں کر سکے۔ نظریہ مفرد اعضاء یہ ہے جو طب کا قانون ہے کہ امراض و علامات اور صحت و حیات کا دار و مدار



صرف چار کیفیات پر ہے جن کی حیثیت قانون کی کلید کی حیثیت ہے جو گرم وتر اور سرد و خشک ہیں صحت و مرض ارکان و مزاج اور اخلاط بھی انہی کے تحت ہیں اور جسم انسان کے اعضاء بھی اخلاط ہی سے بنتے ہیں اور جب تک یہ اعتدال (بنیادی و خلیاتی) پر ہوں اور اپنے فطری اصولوں پر عمل پیرا ہوں تو صحت قائم رہتی ہے اور تو انین فطرت سے ان کا انحراف مرض کا باعث ہوتا ہے گویا یہ بدلے تو بیماری رونما ہوتی ہے اور اگر یہ درست ہیں تو صحت و شفا ہے۔

مشکل یہ ہے کہ ہمارے اطباء نسخہ جات کے پیچھے بھاگ رہے ہیں اور فن کو چھوڑ گئے ہیں حالانکہ انہیں نسخہ جات کی بجائے یہ دیکھنا چاہئے تھا کہ صفراء سوداء بلغم و خون میں سے کیا بڑھ گیا ہے اور کیا کم ہو گیا ہے جو کم ہوا اسے بڑھا دیتے لیکن وہ اس طرف سے آنکھیں بند کر بیٹھے ہیں جس کے نتیجے میں فن طب تباہ ہو گیا ہے فن طب کو ختم کر دیا گیا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی تائید اور مہربانی سے اسے ختم ہونے سے بچایا اور زندہ کیا ہے اور دنیا کو اس کی اصلیت و حقیقت سے آگاہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے میں نے ثابت کیا ہے کہ اخلاط سے اعضاء بنتے ہیں اور یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا دلیل یہ ہے کہ مخصوص خلط کی افزائش سے مخصوص عضو میں تحریک ہوتی ہے اور کسی مخصوص عضو کی تحریک سے اس کی متعلقہ خلط بڑھتی ہے مثلاً اگر بلغم پیدا کرنے والی یا بڑھانے والی ادویہ استعمال کی جائیں تو دماغی قوت میں شدت، تیزی افعال واقع ہو جاتی ہے، اور اگر صفراء بڑھا دیا جائے تو جگر کے فعل میں تیزی اور جگر کو قوت ملتی ہے یا اگر جگر کو قوت دینے والی ادویہ استعمال کریں تو وہی صفراء کی کثرت ہوتی ہے میں نے اخلاط مفردہ سے مفرد اعضاء کا بننا ثابت کر دیا ہے اور اعضاء کے امزجہ مفرد ہیں۔

بحوالہ سوانح حیات نوری کتب خانہ حضرت صابر ملتائی جولائی 1971 سکھر سندھ

اب آپ کے سامنے دو ایسے طریقہ علاج پیش کرتا ہوں جن کی بنیاد ہی قوت شفاء پر رکھی گئی ہے کوئی صاحب علم و اہل فن یا سائنس دان مندرجہ بالا قانون کے تحت ان کی اس قوت شفاء کو غلط ثابت نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہماری تحقیق قوت شفاء سے انکار کر سکتا ہے یہ کرامت ہماری تحقیقات نظریہ مفرد اعضاء کا ہے جس نے حق و باطل میں تمیز پیدا کر دی ہے یہ دونوں طریق علاج جن کی بنیاد

قوت شفاء پر رکھی گئی ہے اصولی اور مکمل ہیں۔

پہلا طریق علاج طب قدیم کا ہے جس میں صحت کی بنیاد اخلاط اور کیفیات کے اعتدال پر رکھی گئی ہے، یعنی جب تک ان کا اعتدال قائم نہیں رہتا صحت قائم نہیں رہ سکتی ان کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔

(1) ان میں کمی بیشی واقع ہو جائے

(2) ان کے مزاج میں خرابی اور نقص پیدا ہو جائے

(3) ان کے اپنے مقام میں تبدیلی پیدا ہو جائے یعنی خلط اپنے مقام سے اخراج پانے کی بجائے دیگر مقام پر چلی جائے یہ صحت کی بنیاد یا ماہیت مرض طب قدیم کا بنیادی قانون ہے جو قانون فطرت کے تحت عمل کرتا ہے۔

یعنی جب تک اخلاط (بلغم، صفراء، سوداء و خون)

اور اگر کیفیات (گرمی، سردی، تری اور خشکی) اعتدال پر ہیں تو کوئی مرض پیدا نہیں ہو سکتا اگر کوئی مرض ہو تو ان کا اعتدال قائم کر دیا جائے تو مرض فوراً رفع ہو جائے گا یہ قوت شفاء ہے دوسرا طریقہ علاج آیور ویدک ہے اس میں صحت کی بنیاد دوشوں (صالح اخلاط) اور پر کرپتی (کیفیات) پر رکھی گئی ہے اس کا بھی صحت کے متعلق یہی قانون ہے کہ جب دوش اور پر کرپتی اعتدال کے ساتھ قائم رہیں تو صحت قائم رہتی ہے اور جب ان کا اعتدال بگڑ جاتا ہے تو اس حالت کا نام مرض قرار دیا جاتا ہے جس کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(1) ان میں کمی بیشی واقع ہو جائے

(2) ان کے مزاج میں خرابی اور نقص واقع ہو جائے

(3) ان کے اپنے مقام اخراج میں تبدیلی واقع ہو جائے

آیور ویدک میں یہی صحت کا بنیادی قانون ہے اور یہی ان کے ماہیت امراض کی ماہیت ہے طب قدیم اور آیور ویدک کے اخلاط اور دوشوں میں صرف اتنا فرق ہے کہ طب اخلاط کو چار تسلیم کرتی ہے اور آیور ویدک دوشوں کو تین تسلیم کرتی ہے جن کو دوات (دایو سے ہے) معنی ہوا، پت صفراء اور

کفِ بلغم کو کہتے ہیں وہ خون کو بھی تسلیم کرتی ہے جس کو رکت کہتے ہیں لیکن اس کو دوش میں شامل نہیں کرتے البتہ خون کے کیمیاوی تغیر و تبدل کو سمجھنے کیلئے ایسی تقسیم کی گئی ہے حقیقت میں کیمیاوی تغیر و تبدل کی صورتیں وہی چار ہیں جن پر صحت قائم ہے یہی قوت شفاء ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ اخلاط یا خون اور اس کے دیگر اجزاء ہی جسم و اعضاء خصوصاً مفرد اعضاء کی غذا بننے ہیں بلکہ مفرد اعضاء مجسم اخلاط ہیں بس مفرد اعضاء (انسجہ، ٹشو) کے افعال کے اعتدال سے ہی قوت شفاء کا قانون عمل میں رہ سکتا ہے۔

صرف طب قدیم اور آپورویک ہی ایسے طریق علاج ہیں جنہوں نے غذا کے ہضم سے لے کر اخلاط خون اور اس کے دیگر اجزاء کے بننے تک پھر ان سے ہی مفرد اعضاء مجسم ہوتے ہیں جن کو ماڈرن میڈیکل سائنس میں ٹشوز (انسجہ) کہتے ہیں اور یہ ٹشوز (انسجہ) جسم کے ابتدائی حیوانی ذرات سے تیار ہوتے ہیں جن کو خلیات (Cells) کہتے ہیں جس کا واحد خلیہ (Cell) ہے۔ بس یاد رکھیں کہ اسے حیوانی ذرہ کا اعتدال عمل قانون شفاء کی اول اکائی ہے حاصل یہ ہوا کہ اخلاط و خلیات دونوں کیمیاوی اور مشینی طور پر زندگی اور صحت قائم رکھتے ہیں صرف کسی علامت کو رفع کرنے سے کبھی صحت قائم نہیں رہ سکتی بلکہ قانون قوت شفاء پر قابو پانے سے مکمل شفاء کا ملکہ پیدا ہو سکتا ہے۔

بحوالہ سوانح حیات صابر ملتانی نوری کتب خانہ (حضرت صابر ملتانی دنیا پور 4 نومبر 1968)
نظریہ مفرد اعضاء بالکل نیا نظریہ ہے تاریخ طب میں اس کا کہیں اشارہ تک نہیں پایا جاتا اسی نظریہ پر پیدائش امراض و صحت کی بنیاد رکھی گئی ہے اس نظریہ سے قبل بالواسطہ یا بلاواسطہ پیدائش امراض مرکب اعضاء کی خرابی کو تسلیم کیا جاتا رہا ہے مثلاً معدہ و امعاء، شش و مثانہ، آنکھ و منہ، کان و ناک، بلکہ اعضاء مخصوصہ تک کے امراض کو ان کے افعال کی خرابی سمجھا جاتا رہا ہے یعنی معدہ کی خرابی کو اس کی مکمل خرابی مانا گیا جیسے سوزش معدہ، درد معدہ، ورم معدہ، ضعف معدہ، اور بد ہضمی وغیرہ پورے معدے کی خرابی بیان کی جاتی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے کیونکہ معدہ ایک مرکب عضو ہے اور اس میں عضلات و اعصاب اور عدد (عدد ناقلہ، عدد جاذبہ) وغیرہ ہر قسم کے اعضاء پائے جاتے

ہیں اور جب مریض ہوتا ہے تو وہ تمام اعضاء جو مفرد ہیں بیک وقت مرض میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ کوئی مفرد عضو مریض ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ معدہ میں مختلف قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جب معدہ کے مفرد اعضاء میں سے کوئی گرفتار امراض ہوتا ہے مثلاً معدہ کے اعصاب مرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو اس کی دیگر علامات بھی اعصاب میں ہوں گی اور ان کا اثر دماغ تک جائے گا اسی طرح اگر عضلات مرض میں مبتلا ہوں گے تو جسم کے باقی عضلات میں بھی یہی علامات پائی جائیں گی اور اس کا اثر قلب تک چلا جاتا ہے یہی صورت اس کے غدد کے مرض کی حالت میں پائی جاتی ہے یعنی دیگر غدد کے ساتھ جگر و گردوں کو بھی متاثر کرتے ہیں یا بالکل معدے کے مفرد اعضاء اعصاب و غدد (ناقلہ جاذبہ) اور عضلات کے برعکس اگر دل و دماغ اور جگر و گردہ میں امراض پیدا ہو جائیں تو معدہ و امعاء، شش و مثانہ بلکہ آنکھ، منہ، ناک، کان میں بھی علامات ایسی ہی پائی جائیں گی اسی لئے پیدائش امراض اور شفاء امراض کے لئے مفرد عضو کو مد نظر رکھنے سے یقینی تشخیص اور بے خطا علاج کی صورتیں پیدا ہوتی ہیں اسی طرح ایک طرف کسی ایک عضو کی خرابی کا علم ہوتا ہے تو دوسری طرف اس کے صحیح مزاج کا علم ہوتا ہے کیونکہ ہر مفرد عضو کسی نہ کسی کیفیت و مزاج بلکہ اخلاط کے اجزاء سے متعلق ہے یعنی دماغ و اعصاب کا مزاج تر سرد ہے ان میں تحریک سے جسم میں تری سردی اور بے گرمی بڑھ جاتے ہیں اسی طرح جگر اور غدد (ناقلہ) کا مزاج گرم خشک ہے اس کی تحریک سے جسم میں گرمی خشکی اور صفراء بڑھ جاتا ہے یہی صورت قلبی عضلات کی ہے اور مفرد اعضاء کے برعکس اگر جسم میں کسی کیفیت یا مزاج اور اخلاط کی زیادتی ہو جائے تو ان کے متعلق مفرد اعضاء پر اثر انداز ہو کر ان میں تیزی کی علامات پیدا ہو جائیں گی اس طرح نہ صرف دونوں صورتیں سامنے آ جاتی ہیں بلکہ علاج میں بھی آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں ایک خاص بات یہ زہن نشین کر لیں کہ مفرد اعضاء کی جو ترتیب اوپر بیان کی گئی ہے ان میں جو تحریکات پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ ایک سے دوسرے مفرد عضو میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور کی جاسکتی ہیں اسی طرح امراض پیدا ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کی تحریکات کو بدل کر ان کو شفاء اور صحت کی طرف لایا جاسکتا ہے۔

(بحوالہ تحقیقات علاج بالغذاص 66-65 مصنف صابر ملتانی)

نظریہ مفرد اعضاء کے جاننے کے بعد اگر ایک طرف تشخیص آسان ہوگئی ہے تو دوسری طرف امراض اور علامات کا تعین ہو گیا ہے اب ایسا نہیں ہوگا کہ آئے دن نئے نئے امراض اور علامات فرنگی طب تحقیق کرتی رہے اور اپنی تحقیقات کا دوسروں پر رعب ڈالتی رہے بلکہ ایسے امراض اور علامات جو بے معنی صورت رکھتے ہیں وہ ختم کر دئے جائیں گے جیسے ونامنی امراض، اور موسمی امراض وغیرہ وغیرہ بس ایسے امراض اور علامات کا تعلق کسی نہ کسی عضو سے جوڑنا پڑے گا اور انہی کے افعال کی خرابی کو امراض کہنا پڑے گا گویا کیمیادی اور دُموی تغیرات کو بھی اعضاء کے تحت لانا پڑے گا دُموی اور کیمیادی تغیرات بھی اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ جسم میں خون کی پیدائش اور اس کی کمی بیشی انسان کے کسی نہ کسی عضو کے ساتھ متعلق ہے اس لئے جسم انسان میں دُموی اور کیمیادی تبدیلیاں بھی اعضاء جسم کے تحت آجاتی ہیں۔

اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ جسم میں ایک بڑی مقدر میں زہریلی ادویات اور اخذیہ سے موت واقع ہو جاتی ہے لیکن ایسے کیمیادی تغیرات بھی اس وقت تک پیدا نہیں ہوتے جب تک جسم کا کوئی عضو بالکل باطل نہ ہو جائے۔

بحوالہ علاج الغذاء المصنف صابر ملتانی ص 72

مفرد اعضاء دراصل مجسم اخلاط ہیں:

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مفرد اعضاء کی پیدائش اخلاط کے معا بعد ترکیب پانے سے ہوتی ہے ان میں اور اخلاط میں صرف اس قدر فرق ہے کہ مفرد اعضاء مجسم ہیں اور اخلاط محلول ہیں گویا مفرد اعضاء دراصل مجسم اخلاط ہیں طب یونانی چار اخلاط کو تسلیم کرتی ہے اور ہر ایک کی دو کیفیات ہیں گویا اخلاط و مفرد اعضاء غذا سے پیدا ہوتے ہیں اور عمل کرتے ہیں۔

مفرد اعضاء چار ہیں:

فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس تسلیم کرتی ہے کہ مفرد اعضاء (ٹشوز) چار قسم کے ہوتے ہیں اور طب یونانی بھی چار اخلاط تسلیم کرتی ہے اور کیفیات و مزاج بھی چار چار اقسام کے ہیں مفرد اعضاء سے (ٹشوز) کی پیدائش ہوتی ہے اگر چاروں اخلاط فرنگی طب کا صرف ایک خون ہی ہوتے

تو اس سے چار اقسام کے مفرد اعضاء (ٹشوز) نہ بنتے صرف ایک ہی قسم کے مفرد اعضاء (ٹشوز) پیدا ہوتے فرنگی طب ہمیشہ اپنی تحقیقات سے اپنی غلطیوں کا شکار ہوتی رہی ہے حقیقت کی تلاش کا اس کے پاس کوئی معیار نہیں ہے۔

دوا کا اثر اور مفرد اعضاء:

جب بھی کوئی دوا غذا اور شے کھائی جاتی ہے یا کسی طریقہ پر جسم انسان میں داخل کی جاتی ہے تو وہ کسی نہ کسی مفرد عضو کو متاثر کرتی ہے اس کے بعد اخلاط میں شریک ہوتی ہے پھر اس کے اثرات و افعال تمام جسم پر نمایاں ہوتے ہیں چونکہ مفرد اعضاء (ٹشوز) چار اقسام کے ہیں جو چار مختلف اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں ان سے چار مختلف مزاج اور چار کیفیات ہیں اس لئے جس مزاج و کیفیت کی دوا ہوتی ہے اسی مفرد عضو کو متاثر کر کے وہی کیمیائی اثرات اخلاط میں پیدا کر دیتی ہے پھر وہی افعال تمام جسم پر نمایاں ہوتے ہیں اور یہی سلسلہ ایک خاص وقت تک قائم رہتا ہے اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر دوا، غذا اور شے کے بعد جسم پر کسی خاص خلط کا غلبہ اور مزاج و کیفیت کا اثر نمایاں رہتا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی اثر کیمیائی طور پر اخلاط میں پایا جائے گا اور یہی افعال کسی ایک مفرد عضو میں سر سے پاؤں تک پائے جاتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ چونکہ مفرد اعضاء (ٹشوز) چار ہیں اس لئے دوا، غذا اور شے کے اثرات بھی چار ہی اقسام کے ہیں البتہ جیسی قوت و شدت کی وہ ہوگی اسی شدت و قوت کا اظہار ہوگا لیکن یہ یاد رکھیں کہ ایک وقت میں صرف ایک خلط کا غلبہ ہوگا اور ایک ہی مفرد عضو میں تحریک ہوگی البتہ جب تحریک کسی دوسرے مفرد عضو میں بدل جائے یا پیدا کر دی جائے تو اخلاط میں بھی کیمیائی طور پر اسی قسم کی تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور جسم پر بھی وہی افعال ظاہر ہوتے جائیں گے اسی طرح مفرد اعضاء کی تحریک اور اخلاط میں تبدیلی کے اثرات و افعال نمایاں طور پر نظر آتے ہیں لیکن یہ کبھی نہیں ہوگا کہ دو مفرد اعضاء یا دو اخلاط کا بیک وقت اثر ہو یا جسم میں دو مزاج بیک وقت ہوں البتہ دو کیفیات ضرور پائی جاتی ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ مزاج و اخلاط اور مفرد اعضاء میں تبدیلی ہمیشہ کیفیات کے ذریعے ہی پیدا ہوا کرتی ہے کیونکہ انہی کیفیات کا اثر مزاج و اخلاط اور اعضاء پر یکساں کام کرتا ہے۔

مفرد اعضا کا پھیلاؤ:

مفرد اعضاء (ٹشوز) چاروں ہی سرے پاؤں تک اسی طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ ان کی بافتیں و ساختیں اور ریشے ایک دوسرے میں مل کر مرکب اعضاء بن گئے ہیں جیسے مختلف اقسام اور رنگوں کے دھاگے مل کر ایک خاص قسم کا کپڑا بنا دیتے ہیں انہی مرکب اعضاء سے جسم بنا ہے جس کے ہر مقام پر کوئی نہ کوئی مفرد عضو ضرور ہے البتہ کسی حصہ میں کسی ایک مفرد عضو (ٹشو) کا غلبہ پایا جاتا ہے اور کسی دوسرے حصہ میں کسی دوسرے مفرد عضو کا غلبہ ہوتا ہے۔

یہی صورت حال چاروں مفرد اعضاء کی ہے جہاں جہاں پر ان چاروں مفرد اعضاء کے مرکب ہیں وہاں پر خالص انہی انسجہ (ٹشوز) سے اعضاء بن گئے ہیں جیسے دل، دماغ، جگر، طحال وغیرہ البتہ ان کے اندر اور گردا گرد مفرد اعضاء کے ریشوں کی بافتیں اور ساختیں ضرور پائی جاتی ہیں تاکہ ان کا آپس میں تعلق قائم رہے۔

جن سے ایک دوسرے کے اندر تحریکات و دوران خون اور رطوبات کا سلسلہ جاری رہتا ہے جیسے کسی مشین کے پرزے ایک دوسرے میں فٹ ہو کر ایک دوسرے پرزے کو چلاتے رہتے ہیں اور ان میں تیل و پٹرول اور بجلی کا اثر قائم رہتا ہے۔

ان حقائق سے ثابت ہوا کہ تمام جسم کے مرکب اعضاء سرے سے لے کر پاؤں تک ان ہی چاروں مفرد اعضاء سے بنے ہوئے ہیں البتہ کسی مقام پر ایک مفرد عضو کا غلبہ ہوتا ہے جس مقام پر جس مفرد اعضاء کا غلبہ زیادہ ہے وہاں پر اس کا اثر زیادہ نمایاں ہے جیسے سر اور اس کے گرد و نواح میں اعصاب و دماغ کا غلبہ ہے اس لئے وہاں انسجہ اعصابی (نروز ٹشو) کا غلبہ ہے، اسی طرح سینہ میں عضلات و دل کا غلبہ ہے اسلئے وہاں پر انسجہ عضلاتی (مسکولر ٹشو) کا غلبہ ہے بالکل اسی طرح جوف شکم میں عدد و جگر کا غلبہ ہے اس لئے وہاں پر عشاء قشری (اپی تھیلیل ٹشو) کا غلبہ ہے اسلئے اثرات و افعال ادویہ و اغذیہ اور اشیاء میں مرکب اعضاء کی بجائے مفرد اعضاء کو مد نظر رکھنا ضروری ہے البتہ ان کے بعد مرکب اعضاء اور تمام جسم پر ان کے افعال و اثرات دیکھے جاسکتے ہیں۔

(بحوالہ علاج بالغذا مصنف صابر ملتانی ص 160-162)

فرنگی طب میں چونکہ ارکان، مزاج اور اخلاط کی توثیق و نازک مباحث کا تذکرہ نہیں ہے اسلئے اس میں انسان کی پیدائش کو مرد و عورت کے نطفہ سے شروع کیا ہے اور اس میں اپنی دقیق و نازک تحقیقات کا ذکر کیا ہے مثلاً مرد کی منی میں کرم ہوتے ہیں اور عورت کی منی میں بیضے اور جب مرد کی منی عورت کے رحم میں داخل ہوتی ہے تو مرد کے کرم منی بیضہ انٹی کے قریب جا کر اس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں پس پھر اس کے اندر بہت سی تبدیلیاں ہوتی ہیں اور پھر دونوں یکجان ہو کر بڑھنے لگتے ہیں اور جب وہ بڑھ کر خوشہ شہوت کے برابر ہو جاتا ہے تو پھر چار حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے یہ تقسیم چار پردوں کی صورت میں ہوتی ہے جن کو فرنگی طب نے ٹشوز کا نام دیا ہے جن کو انجہ کہا جاتا ہے چونکہ ان کی بناوٹ بالکل ایسی ہوتی ہے جیسے بانفذہ کا کپڑا بنا ہوتا ہے اسلئے اس کو بافت بھی کہتے ہیں۔

حیوانی ذرہ:

ان انجہ (ٹشوز) کے متعلق فرنگی طب لکھتی ہے کہ ان کی بناوٹ و ساخت اور ترتیب و ترکیب (Cell) کے مجموعوں سے ہوتی ہے جس کو ہم خلیہ کہتے ہیں گویا خلیہ انسانی جسم کا ایک بنیادی ذرہ ہے چونکہ اس میں ایک جداگانہ زندگی اور اس کے افعال تسلیم کئے گئے ہیں اسلئے اس کو حیوانی ذرہ بھی کہتے ہیں یعنی تمام جسم انسانی انہی حیوانی ذروں سے ترتیب و ترکیب پاتا ہے جن کی تفصیل کتب میں بھری پڑی ہے۔

انجہ کی تقسیم:

فرنگی طب اور ماڈرن سائنس نے اپنی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ ان خلیات (حیوانی ذروں) کے جسم انسانی میں چار قسم کے مجموعے ہیں جن کو ٹشوز (انجہ) اور بافت کہا جاتا ہے یہی چار اقسام کے ٹشوز (انجہ) انسان کے اعضاء و جسم بناتے ہیں یہ بات یاد رکھیں کہ ایک خاص قسم کی ساخت اور بافت بنتی ہے ان کی اس خاص قسم کی ساخت اور بافت کو نسج کہتے ہیں جن کی جمع انجہ ہے یہ انجہ ہی اعضاء بناتے ہیں ان انجہ یا اعضاء جسم کے افعال و فوائد وہی ہیں جو ان خلیات کے ہیں جن کے وہ مجموعے ہیں انہی انجہ کو انگریزی میں (ٹشوز) کہتے ہیں یہی انجہ (ٹشوز) یعنی خلیات

کے مجموعے کی ساختیں اور بافتیں دراصل جسم کے مفرد اعضاء ہیں۔

(بحوالہ فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے ص 129-130)

سیل (حیوانی ذرہ، خلیہ) پر اگر غور کریں تو تحقیق کا یہ راز معلوم ہوتا ہے کہ یہ حیوانی ذرہ جو ہر اور مادہ کی ابتدائی صورت ہے جن کے ذہن میں ہماری جو ہر مادہ اور صورت کی بحث محفوظ ہے وہ خود اندازہ لگالیں کہ حیوانی ذرہ (Cell) جو ہر مادہ کی ابتدائی صورت ہے جو مفرد اعضاء (انسجہ) کی درمیانی حالت ہے جس کو خوردبین کی آنکھ نے دیکھا ہے لیکن طب قدیم نے حیوانی ذرہ سے پہلی حالتیں جو ہر اور مادہ کو بڑی خوبصورتی سے بیان کر دیا ہے۔

شیخ الرئیس کے الفاظ پر غور کریں کہ وہ پیدائش اعضاء پر لکھتے ہیں کہ اعضاء وہ اجسام ہیں جو اخلاط کی ابتدائی ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں جس کی مثال بھی بیان کر دی جیسا کہ اخلاط ایسے اجسام ہیں جو ارکان کی ابتدائی ترکیب سے پیدا ہوتے ہیں لطف کی بات یہ ہے کہ مادہ اور صورت میں کوئی فرق نہیں آیا بلکہ صورت (حیوانی ذرہ) اور نسج اور مفرد اعضاء جو صرف آنکھ سے نظر آ سکتے ہیں ان کی ماہیت اور عمل میں کوئی فرق نہیں ہے اگر کوئی ان میں فرق پیدا کر دے تو ہم اس کو چیلنج کرتے ہیں گویا شیخ الرئیس نے جو ہر مادہ اور صورت تک سب کچھ بیان کر دیا ہے غور کریں کہ طب قدیم چار اخلاط تسلیم کرتی ہے اور ہر خلط اپنا ایک الگ مزاج اور عمل رکھتی ہے اور فرنگی طب چار قسم کے انسجہ (نشوز) بیان کرتی ہے۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ ہر قسم کے انسجہ میں طب قدیم کی ایک خلط پائی جاتی ہے اور اسی سے وہ غذا اور زندگی حاصل کرتی ہے تطبیق یوں ہے۔

(1) اعصابی انسجہ میں بلغم

(2) عضلاتی انسجہ میں خون

(3) کبدی انسجہ میں صفراء

(4) طحالی انسجہ میں سوداء

کے محلول پائے جاتے ہیں جو ان کی غذا اور عامل (ایری ٹینٹ) ہیں اور جب انہی محلولات میں

انسجہ (ٹشوز) کے اندر خمیر پیدا ہوتا ہے تو وہاں پر ان کے خاص قسم کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔
(فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے ص 132-133)

طب قدیم میں تقسیم اعضاء:

شیخ الرئیس اعضاء کو اخلاط کی ابتدائی ترکیب (رطوبت ثانیہ) سے پیدائش کا ذکر کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں (وہی تنقسم رئیسة وغیرہ رئیسة والتی یست برئیسة تنقسم الی خادمہ الرئیسة والتی غیر خادمہ الرئیسة والتی یست بخادمہ الرئیسة تنقسم الی مروسة والتی غیر مروسة)

اعضاء کی قسمیں ہیں (1) رئیسة (2) غیر رئیسة پھر جو اعضاء رئیسة ہیں ان کی بھی دو قسمیں ہیں، (1) خادم الرئیس (2) غیر خادم الرئیس اور پھر غیر خادم الرئیس کی بھی دو قسمیں ہیں مروسہ غیر مروسہ شیخ الرئیس لکھتے ہیں۔

اما الاعضاء الرئیسة منہی الی تکیون مبادی للقوی محتاجاً الیہا فی بقا الشخص اولنوع. اعضاء رئیسة وہ اعضاء ہیں جو قوتوں کے مبادی ہیں قوتیں انہی سے پیدا ہوتی ہیں اور بقاء شخص یا نسل کیلئے ان کی ضرورت ہوتی ہے۔

(فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے ص 135)

(وہ اعضاء جن سے قوتیں پیدا ہوتی ہیں وہ طب قدیم کے چار مرکزی اعضاء ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

دماغ و اعصاب کے افعال:

(1) دماغ مرکز اعصاب ہے یہ اعضاء رئیسة میں سے ایک ہے اور اعصاب تمام جسم میں پھیلے ہوئے ہیں اسلئے جب ہم اعصاب کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں دماغ بھی شریک ہوتا ہے (علاج بالغذا 162)

(2) دل و عضلات کے افعال:

دل مرکز عضلات ہے جو اعضاء رئیسة میں سے ایک ہے یہی عضلات تمام جسم میں پھیلے ہوئے ہیں

اسلئے جب عضلات کا ذکر کرتے ہیں تو ان میں دل ضرور شریک ہوتا ہے اور جب دل کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں عضلات ضرور شریک ہوتے ہیں۔

(3) جگر و غد دنا قلہ کے افعال:

جگر ایک غد ہے اور جسم کے تمام چھوٹے بڑے غد دنا قلہ کا مرکز ہے جس طرح دماغ، اعصاب کا مرکز ہے اور دل عضلات کا مرکز ہے یعنی اس کے افعال اسی کے تحت تمام نالیدار غد کام کرتے ہیں جب ہم کسی دوا غذا اور زہر کے اثرات و افعال جگر اور غد پر معلوم و محسوس کرنا چاہتے ہیں تو اس وقت ہمارے سامنے مکمل جگر نہیں ہونا چاہئے بلکہ وہی حصہ ہونا چاہئے جو اس کا ندی حصہ کہلاتا ہے یعنی جو قشری مادہ سے بنا ہوا ہے اور اس مادہ سے بنے ہوئے غد تمام جسم میں پھیلے ہوئے ہیں جن کو ہم عشاء کا نام بھی دیتے ہیں اور مفرد اعضاء کی صورت میں ان کو انسجہ قشری (اپنی تھیلی لٹو) بھی کہتے ہیں۔

(4) طحال و غد دنا قلہ کے افعال:

سب سے بڑا غیر نالی دار غد طحال ہے یعنی طحال ان غد میں سب سے بڑا ہے جن میں کوئی نالی نہیں ہوتی اور یہ غد کیمیادی طور پر جذب و دفع سے کام کرتے ہیں طحال کو ان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے مرکزی صورت یہ کہ اس کے طریق عمل کے مطابق ہی تمام غد دنا قلہ اپنا عمل جاری رکھتے ہیں گویا جسم کے دیگر نظاموں کی طرح ان کا بھی ایک نظام ہے۔

(کیا بڑھاپا قابل علاج ہے؟ ص 53)

مفرد اعضاء کا باہمی تعلق:

مفرد اعضاء کا باہمی تعلق بھی ہے اسی تعلق سے تحریکات ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہوتی ہیں مثلاً جب غد دنا قلہ میں تحریک ہوتی ہے تو اس اثر کو ضرور جاننا پڑے گا کہ اس تحریک کا تعلق عضلات کے ساتھ ہے یا اعصاب کے ساتھ ہے؟ کیونکہ اس تحریک کا تعلق کسی نہ کسی دوسرے عضو کے ساتھ ہونا ضروری ہے کیونکہ مزاجاً بھی کبھی کوئی کیفیت نہیں ہوتی جیسے گرمی یا سردی کبھی تنہا نہیں

پائی جائیں گی وہ ہمیشہ گرمی تری یا گرمی خشکی کے ساتھ ہوگی اسی طرح سردی تری یا سردی خشکی ہوگی یہی صورت اعضاء میں بھی قائم ہے۔

(علاج بالغذا ص 74-73)

البتہ اس میں اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ اول تحریک عضوی (مشیقی) اور دوسری تحریک کیمیادی (خلطی) طور پر ہوگی جب کسی مفرد عضو میں تحریک ہوگی تو اس کا تعلق جس دوسرے مفرد عضو سے ہوگا اس کی کیمیادی صورت خون میں ہوگی (علاج بالغذا ص 74)

یاد رکھیں کہ جو لفظ اول ہوگا وہ عضوی تحریک ہے اور جو لفظ بعد میں ہوگا وہ کیمیادی تحریک کہلاتا ہے چونکہ کیمیادی تحریک ہی صحت کی طرف جاتی ہے اسلئے ہر عضوی تحریک کے بعد اس سے جو کیمیادی اثرات پیدا ہوں انہی کو بڑھانا چاہئے بس اسی میں شفاء ہے یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھک میں ری ایکشن کی علامات کو بڑھایا جاتا ہے اس مقصد کیلئے قلیل بلکہ اقل مقدار میں بھی دوا نہ صرف مفید ہو جاتی ہے بلکہ اکثر اسیر اور تریاق کا کام دے دیتی ہے (علاج بالغذا ص 74)

محركات جسم انسان:

(1) دل: دل عضلاتی عضو ہے عضلات مفرد اعضاء میں شریک ہیں جن کی تربیت زندہ انسجہ سے ہوتی ہے جس کا ہر ذرہ زندہ اور حیوانی خصوصیات کا حامل ہوتا ہے گویا دل کا ایک ایک ذرہ زندگی اور حرکت میں ہے اس لئے دل میں فطرتی طور پر حرکت پائی جاتی ہے دوسرے دل کو حرکت میں رکھنے کیلئے خون بھی اہم کردار ادا کرتا ہے تیسرے نسیم (آکسیجن) بھی اپنی تحریک سے دل کو حرکت میں رکھتی ہے چوتھے نفسیاتی طور پر دل کا تعلق دو قسم کے جذبات کے ساتھ ہے اول خوشی دوم غم انسانی زندگی میں انہی دونوں جذبات کی کثرت ہے یعنی انسان کسی شے کے حصول سے خوش ہوتا ہے اور کسی چیز کے نہ ملنے سے اس کو غم ہوتا ہے اور جذبات ہمیشہ غیر شعوری طور پر رونما ہوتے ہیں یہ دونوں جذبے بھی دل کو ہر گھڑی حرکت میں رکھتے ہیں پانچویں بعض اغذیہ اور بعض ادویہ بھی دل کو خاص طور پر حرکت دینے کا سبب بنتی ہیں۔

چونکہ دل انسانی جسم میں ایک اہم عضو ہے اور اس کے حرکت میں رہنے سے ہی انسانی جسم کی

زندگی قائم ہے اس لئے دل کو حرکت میں رکھنے کیلئے یہ سب صورتیں اختیار کی گئی ہیں ان صورتوں کے علاوہ کیمیائی طور پر بھی ایک صورت ہے وہ کیمیائی رطوبات ہیں جو جسم میں بعض غد کے کیمیائی اعمال سے تیار ہو کر دل کو تحریک اور تقویت دیتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ کیمیائی رطوبات اپنا عمل کم کر دیں تو نہ صرف دل کی حرکات میں کمی آ جاتی ہے بلکہ وہ کمزور بھی ہو جاتا ہے یہ کیمیائی رطوبت اس مواد سے تیار ہوتی ہے جو رطوبت خون سے ترشح اور جذب ہونے کے بعد باقی بچتی ہے پھر غد جاذبہ سے جذب ہو کر وہاں ان میں ایک خاص قسم کا خمیر تیار ہوتا ہے پھر یہی خمیر شدہ رطوبت عروق جاذبہ کے ذریعے دل میں گر کر اس کے خون میں شامل ہوتی ہے جس سے خاص طور پر دل میں حرکت و تقویت پیدا ہوتی ہے۔

بار بار کے تجربات سے ثابت ہوا ہے کہ اس رطوبت کی پیدائش میں کمی واقع ہو جائے تو نہ صرف دل کی حرکات اور طاقت میں کمی آ جاتی ہے بلکہ بڑھاپا شروع ہو جاتا ہے اسلئے اس کیمیائی رطوبت کا جوانی کے ساتھ بہت بڑا دخل ہے یہ کیمیائی رطوبت کیا ہے؟ اور جسم میں کیسے تیار ہوتی ہے؟ اور اس کا اثر کس طرح ہوتا ہے؟ اس کے متعلق آج تک کی معلومات درج ذیل ہیں چونکہ یہ رطوبات غد جاذبہ میں تیار ہوتی ہیں جن کا مرکز طحال ہے اس لئے پہلے ان کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے لیکن دل کی تشریح کے بعد (کیا بڑھاپا قابل علاج ہے ص 48-49)

قلب و عضلات کی تیزی سے تمام جسم میں ریاہ کا غلبہ ہوتا ہے اور حرکات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً عضلات کے فعل میں تیزی ہوتی ہے تو جسم کی حرکات اور ریاہ بڑھ جاتے ہیں تو قدرتی حرکات کی تیزی اور ریاہ کی کثرت سے خون میں تیزابیت بڑھ جاتی ہے یہی تیزابیت جگر اور غد (ناقلمہ) کے افعال کو تیز کرنا شروع کر دیتی ہے رفتہ رفتہ صفراء پیدا ہونا اور بڑھنا شروع ہو جاتا ہے جس کی زیادتی سے فطری طور پر حرکات عضلات اور ریاہ کی زیادتی کو کم کرنا شروع کر دیتا ہے ریاہ کے اخراج کے ساتھ قبض کشائی بھی ہونا شروع ہو جاتی ہے یہی فطری علاج ہے۔ تحقیقات المنجربات ص 41

ہر قسم کی حرکات عضلات کے ذریعے عمل میں آتی ہیں ہر قسم کی گھبراہٹ عضلات کی تیزی سے ہوتی

ہے جب عضلات کے فعل میں کمی ہوتی ہے تو ہر قسم کی حرکات میں کمی یا سستی ہو جاتی ہے یہ عضلات میں کمی بیشی کی علامات ہیں (مغربات ص 40)

یاد رکھیں کہ جسم میں جس قدر حرکات عمل میں آتی ہیں چاہے وہ چلنا پھرنا اور جسم اور ہاتھوں کو حرکت دینا ہو یا کھانا و پینا اور بولنا وغیرہ ہوں ان سب کا تعلق جسم کے عضلات کے ساتھ ہے (مغربات ص 39)

عضلات کے فعل میں تیزی ہوتی ہے تو جسم کی حرکات اور ریا ح بڑھ جاتے ہیں۔

(2) طحال: عدد جاذبہ:

طحال ان عدد میں سب سے بڑا ہے جن میں کوئی نالی نہیں ہوتی اور یہ عدد کیمیادی طور پر جذب و دفع سے کام کرتے ہیں طحال کو ان میں مرکزی حیثیت حاصل ہے مرکزی صورت یہ کہ اس کے طریقہ عمل کے مطابق ہی تمام عدد جاذبہ اپنا عمل جاری رکھتے ہیں گویا جسم کے دیگر نظاموں کی طرح ان کا بھی ایک نظام ہے (بڑھا پاس 53)

فرنگی طب کی غلط فہمی:

فرنگی طب کی تحقیق یہ ہے کہ ہر عدد کے اثرات جدا جدا ہونے کے ساتھ ساتھ جدا جدا ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ ایک مکمل نظام ہے جس کے تحت تمام عدد کام کرتے ہیں اور ان کا ایک مرکز ہے جو ایک بہت بڑا عدد جاذبہ ہے جس کا نام طحال ہے تمام عدد اس کے افعال کے مطابق اپنے افعال انجام دیتے ہیں ان کے اثرات جدا جدا ہیں (بڑھا پاس 52)

طحال کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ تمام عدد جاذبہ اس کے افعال کے مطابق عمل کرتے ہیں گویا عدد جاذبہ طحال کے تحت ایک نظام میں رہتے ہوئے افعال جاری رکھتے ہیں طحال اور تمام عدد جاذبہ جسم کی وہ تمام رطوبات جذب کر لیتے ہیں جو جگر اور دیگر عدد ناقصہ سے جسم پر ترشح پاتی ہیں طحال اور دیگر تمام عدد جاذبہ جذب شدہ رطوبت کو خمیر کے ذریعے پختہ کرتی ہے پرانے اور ناکارہ سرخ دانہ ہائے خون کو ضائع کرنے کا فرض انجام دیتی ہے نئے سفید دانہ ہائے خون بناتی ہے سرخ دانہ ہائے خون بھی بناتی ہے ایسا مواد تیار کرتی ہے جو خون میں غلظت اور ترشی پیدا کرتا ہے خون میں فولاد اور چونا

پیدا کرتی ہے خون کو طاقت دیتی ہے جو خون کے دباؤ کے سلسلہ میں مدد کرتی ہے دیگر غدد جاذبہ جیسے بلبہ وغیرہ کے افعال میں مدد دیتی ہے طحال کے افعال سے جو مواد پیدا ہوتا ہے اس میں وہ تمام خوبیاں پائی جاتی ہیں جو سودائے طبعی میں پائی جاتی ہیں اگر طحال کو جسم سے خارج کر دیا جائے تو تو جسم میں طحال کے یہ اوصاف اور عمدہ سوداء کی پیدائش ختم ہو جاتی ہے ان حقائق سے ثابت ہوا کہ طحال اور سوداء خالص جسم میں کس قدر اہم فرائض انجام دیتے ہیں اور ان کا صحت و طاقت اور جوانی کے قیام میں کتنا دخل ہے اس لئے بڑھاپے کے علاج میں طحال اور غدد جاذبہ کے نظام کو مد نظر رکھنا کتنا لازمی اور اہم ہے (بڑھاپا 54 ص)

جسم میں جو رطوبات پڑی رہتی ہیں ان کو جذب کرنے کے لئے خاص قسم کی گلیاں یہ افعال انجام دیتی ہیں جن کو غدد جاذبہ (لمفٹک گلینڈ) کہتے ہیں یہ چھوٹی بڑی گلیاں ہیں جو عروق جاذبہ اور عروق کیلوسہ کی راہ میں سرے پاؤں تک پائی جاتی ہیں یہ چھٹی بیضوی یا گول ہوتی ہیں ان کی رنگت کانٹے پر خاستری سرخی مائل ہوتی ہے ان غدد کے اندر منجذب لمف اور کیلوس آ کر ایک تغیر حاصل کر کے خون میں ملنے کی قابلیت حاصل کر لیتے ہیں عروق جاذبہ مختلف مقامات پر ان غدد جاذبہ کے درمیان سے گزرتی ہے ہر ایک گلی کے اندر بے شمار خانے ہوتے ہیں اور عروق جاذبہ ان غدد کے اندر داخل ہوتی ہے تو بہت باریک باریک شاخوں میں منقسم ہو جاتی ہیں جن کو عروق داخلہ کہتے ہیں اور پھر وہ باریک باریک شاخیں باہم مل کر ایک یا دورہ جاتی ہیں جو غدد یا گلی سے خارج ہو جاتی ہیں تب اس کو عروق خارجہ کہتے ہیں پس عروق جاذبہ کی تمام رطوبت (لمف) ان غدد میں چھن کر نکلتی ہے اور خون میں جا کر ملتی ہے اور اگر اس میں کوئی موذی یا زہریلا مادہ موجود ہو تو وہ ان غدد یا گلیوں میں رہ جاتا ہے اور خون میں داخل نہیں ہونے پاتا یہی وجہ ہے کہ جب انگلی یا ہاتھ پر کوئی زخم آ جاتا ہے تو اس میں زہریلا مادہ سرایت کر جاتا ہے اور عروق جاذبہ کے راستے وہ بازو کی طرف جاتا ہے تو بغل کے غدد جاذبہ اسے روک لیتے ہیں اور خون میں داخل نہیں ہونے دیتے جس کے سبب وہ خود تو متورم ہو کر دردناک ہو جاتے ہیں لیکن سارے خون کو زہریلا نہیں ہونے دیتے اسی طرح سوزاک یا آتشک میں یا مرض طاعون میں کچھ ران کے غدد جاذبہ زہریلے مادے کو اپنے اندر

جذب کر کے متورم ہو جاتے ہیں جس کو عام طور پر بد کہا جاتا ہے انہی غدود جاذبہ میں یہی دانہائے لمف (لفو سائٹ) بنتے ہیں جو درحقیقت سفید دانہ ہائے خون (لیو کو سائٹ) ہوتے ہیں جن عروق میں یہ فعل انجام پاتا ہے انہیں عروق جاذبہ کہتے ہیں یہ بتایا جا چکا ہے کہ خون جب دورہ کرتا ہوا عروق شعریہ میں پہنچتا ہے تو آب خون (پلازما) ان عروق سے تراوش پا کر اعضاء کی ساختوں (ٹشوز) میں بھر جاتا ہے اور انہیں سیراب و پرورش کرتا ہے پھر ان کا حصہ بن جاتا ہے اس کو رطوبت طلیہ (شبم) کہتے ہیں یہ خون سے ترشح رطوبات (سیکریشن) ہے جو رطوبت پرورش سے نکال جاتی ہے وہ انہی عروق جاذبہ سے جذب ہو کر غد میں جمع ہو جاتی ہے جہاں پر اس میں خمیر سے تغیر پیدا ہوتا ہے پھر یہ خمیر شدہ یا متغیر رطوبت واپس خون میں چلی جاتی ہے پس عروق جاذبہ تمام جسم سے اسی کو جذب کرتے ہیں اس کو رطوبت جاذبہ اور انگریزی میں لمف کہتے ہیں (بڑھا پاس 51)

غدد جاذبہ کے افعال بے حد پراسرار ہیں جوں جوں ان کے اسرار کھلتے جائیں گے صحت و قوت اور بڑھاپے کے راز معلوم ہوتے جائیں گے ظاہر میں معلوم ہوتا ہے کہ جو رطوبات خون سے ترشح ہو کر جسم پر گر کر جزو بدن بن جاتی ہے اور باقی جو چپتی ہے ان کو یہ غدد جذب کر کے پھر خون میں ملا دیتے ہیں جب غدد وہ رطوبت جذب کر لیتے ہیں تو پھر ان میں ایک قسم کا خمیر پیدا ہوتا ہے پھر وہی خمیر شدہ رطوبت یا خون میں شریک ہوتی ہے یا غذاء میں شامل ہوتی ہے اور اس کے لئے کیمیاوی طور پر صحت و قوت اور جوانی کا باعث بنتی ہے ہر غدد کا خمیر جدا ہوتا ہے مگر سب خمیروں میں ایک قدر مشترک ہے یعنی ان میں ترشی کا اثر ضرور پایا جاتا ہے (بڑھا پاس 52)

یہاں یہ امر ذہن نشین کر لیں کہ طب یونانی کے مطابق سوداء طحال کے مقام پر جمع ہوتا ہے پھر وہاں سے فم معدہ پر گرتا ہے جس سے بھوک پیدا ہوتی ہے فرنگی طب ان سب چیزوں کو تسلیم نہیں کرتی البتہ یہ ضرور تسلیم کرتی ہے کہ معدے میں ترشی ضرور گرتی ہے جو ان کی تحقیق کے مطابق معدہ کے اندر میو کس ممبرین (غشاء مخاطی) سے ترشح پاتی ہے اس لئے لامحالہ یہ ماننا پڑے گا کہ غشاء مخاطی معدہ میں ترشی خون کے اندر سے ترشح پاتی ہے یا کسی اور مقام سے وہاں پر گرتی ہے اگر خون سے

ترشح پاتی ہے جیسا کہ فرنگی طب تسلیم کرتی ہے کہ جسم کے ہر حصے کو خون سے غذاء ملتی ہے یہ حقیقت تسلیم کرنا پڑے گی کہ خون کے اندر ترشی بھی ہوتی ہے اس کے ساتھ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جب خون میں ترشی بڑھ جاتی ہے تو اس میں کاربانک ایسڈ گیس کی زیادتی پائی جاتی ہے خون میں ترشی بڑھ جانے سے اس میں گاڑھا پن اور اس میں سیاہی پیدا ہو جاتی ہے اگر ترشی غشاء مخاطی سے گرتی ہے اور خون سے ترشح نہیں پاتی تو پھر وہاں کہاں سے آتی ہے اور وہاں کیسے پیدا ہوتی ہے اول تو فرنگی طب کے پاس کوئی جواب نہیں اور کچھ جواب ہو سکتا ہے تو غشاء مخاطی خود ترشی پیدا کرتی ہے بالکل اسی طرح جیسے جگر صفراء پیدا کرتا یا خون سے علیحدہ کرتا ہے اور گردے پیشاب پیدا کرتے یا خون سے اس کے اجزاء جدا کرتے ہیں اس جواب کے بعد بھی یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ خون میں ترشی ہوتی ہے اور غشائے مخاطی کے ذریعے جدا کی جاتی ہے اس سے بھی سوداء کی حقیقت خون میں واضح ہو جاتی ہے۔ (فرنگی طب ص 123, 124)

حقیقت یہ ہے کہ فرنگی طب اس امر کو تسلیم کرتی ہے کہ طحال ایک ایسا غدود ہے جس میں نالی وغیرہ نہیں لگی ہوئی یعنی وہ (Duckt Less Gland) (بے نالی غدود ہے) اور اس کے افعال میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خون کے وہ اجزاء جو جسم میں خرچ ہو جاتے ہیں یا وہ سرخ ذرات جن میں ٹوٹ پھوٹ واقع ہوتی ہے ایسا خراب خون اور ٹوٹے ہوئے ذرات کیمیاوی طور پر (کسی نالی کے ذریعے نہیں) طحال میں جا کر پھر خون کی صحیح صورت اختیار کرتے ہیں ہمیں اس امر کی صحت سے انکار نہیں لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب طحال میں کوئی نالی نظر نہیں آتی اور اس میں خراب خون کا جانا اور وہاں سے درست شدہ خون کا واپس آنا تسلیم ہے تو یہ امر بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ایسا خون اپنے اندر خاص قسم کے اجزاء رکھتا ہے اور اس کی بناوٹ میں بالکل ایک خاص قسم کی شے پائی جاتی ہے جیسے جگر اور گردوں کے افعال کے بعد جب خون صاف ہوتا ہے تو ان کے خون میں بھی خاص قسم کے اوصاف پائے جاتے ہیں تجربہ اور مشاہدہ نے بتایا ہے کہ جگر میں صاف شدہ خون میں سرخی و حرارت (فیرم و سلفر) اجزاء کی زیادتی اور گردوں میں صاف شدہ خون میں خشکی و برودت (پوٹاشیم و سوڈیم) کی زیادتی پائی جاتی ہے اسی طرح طحال سے صاف شدہ خون میں سیاہی و غلظت (کلیشیم و

آیوڈیم) پائے جاتے ہیں اور اس طرح خون کی کیمیائی طور پر درست صفائی ہوتی ہے خون صاف ہوتا ہے تو اس کا ایک فضلہ بھی باقی رہ جاتا ہے جیسے جگر خون کو صاف کرنے کے بعد اس میں سے خراب قسم کے صفراء کو الگ کر کے پتہ کی طرف بھیج دیتا ہے اس طرح گردے پیشاب کو صاف کر کے اس میں سے پیشاب کا مادہ (یوریک) جدا کر کے مٹانے کے راستے باہر نکال دیتے ہیں یعنی طحال جب خون کو صاف کرتی ہے یا خراب خون کو درست کرتی ہے تو پھر اس کا بھی ایک فضلہ ہوتا ہے آخر وہ کہاں جاتا ہے کیا وہ طحال کے اندر ختم ہو جاتا ہے یا جسم کے کسی حصہ پر گرتا ہے اور اس کو گرنا بھی چاہیئے جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے مسلمہ حقائق اور روزانہ کے تجربات و مشاہدات پر مبنی ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ طحال میں صاف ہونے کے بعد جو خون دوران خون میں شریک ہوتا ہے اس میں خاص قسم کے اجزاء شریک ہوتے ہیں جن کا خون میں شریک ہونا ضروری ہے ان سے بعض اعضائے جسم خصوصاً قلب اور عضلات کو تقویت پیدا ہوتی ہے جو کچھ فضلہ بچتا ہے وہ بھی طحال میں پڑا نہیں رہ جاتا بلکہ کیمیائی طور پر جسم کے کسی حصہ یا عضو پر گرتا ہے یہی چیز ہے جس کو طب یونانی سوداء کہتی ہے جو طحال سے معدہ پر گرتا ہے (فرنگی طب ص 125، 124)

مندرجہ بالا حقائق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سوداء کا وجود ہے اور وہ طحال میں جمع ہوتا ہے (فرنگی طب ص 125)

خون جسم غذا اور قوت اس وقت تک نہیں بن سکتا جب تک اس میں صفراء کی حرارت (غدا قلعہ کی رطوبت) اور سوداء کی قوت (برودت) (غدا غیر نا قلعہ کی رطوبت) شریک نہ ہو گویا جسم میں صفراء کی حرارت اور سوداء کی قوت (برودت) کے بغیر خون کی کوئی حیثیت نہیں ہے اس لئے جسم میں صحت اور طاقت کے لئے لازم ہے کہ صفراء اور سوداء (گرمی اور سردی) کی مناسب مقدار ہونی چاہئے یہی جوانی قوت اور صحت و زندگی کا راز ہے جہاں تک سوداء کا تعلق ہے فرنگی طب اس کو تسلیم نہیں کرتی اس لئے وہ اس کے متعلق کوئی تحقیقات نہیں کر سکی لیکن بہت جلد وہ سوداء اور اس کی خوبیوں کو تسلیم کر لیں گے اکثر اطباء کو بھی سوداء کے نام سے وحشت ہوتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جسم انسان اور خون میں سب سے طاقت ور خلط طبعی سوداء ہے یہ سب غدا غیر نا قلعہ (غدا جاذبہ) کا

مرکب ہے اس سے جسم اور خون میں سرخی پیدا ہوتی ہے اور اسی سے خون میں گاڑھا پن پیدا ہوتا ہے اور اسی سے دل کے فعل میں تیزی اور قوت پیدا ہوتی ہے جن لوگوں میں طبعی سوداء کی زیادتی ہوتی ہے ان کو بھی ذیابیطس نزلہ و زکام اور ریشہ جیسے خونفک امراض پیدا نہیں ہو سکتے اس لئے قیام شباب اور صحت و طاقت اور تندرستی کے لئے طبعی صفراء کی طرح طبعی سوداء کا ہونا بھی ضروری ہے عدد جاذبہ جن کا مرکز طحال ہے مخاطی خلیات سے بنتے ہیں مخاطی خلیات مخاطی مادہ سے اور مخاطی مادہ خون کے سوداوی عناصر کی خلط سے بنتا ہے عدد جاذبہ کا کام جذب کرنا ہے (کیا بڑھا پاس 71)

(3) جگر و عدد ناقلم:

جگر بھی عضو یکس ہے اس لئے اس کی اہمیت مسلمہ ہے یہ جسم میں غذاء اور حرارت اور قوت کا مرکز تسلیم کیا جاتا ہے جگر بھی طحال کی طرح ایک قسم کا غدہ یعنی گلٹی ہے لیکن یہ طحال بلکہ جسم انسان کے کل عدد کی نسبت بڑا ہے اور افعال کی حیثیت سے بھی طحال سے مختلف ہے طحال عدد جاذبہ اور غیر نالی دار ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اور جگر نالی دار غدہ ہے اور جسم کے تمام نالی دار عدد کا مرکز ہے اس پر دو عدد جھلیاں ہوتی ہیں ان میں سے ایک عضلاتی اور دوسری اعصابی ہوتی ہے جگر کی رنگت سرخی مائل بھوری ہوتی ہے (بڑھا پاس 57)

جگر چونکہ ایک نالی دار غدہ ہے اس کی ساخت بالکل نالی دار عدد کی طرح ہے عدد کی ساخت کی سادہ مثال خلیہ ہے جو رطوبت پیدا کر کے خارج کیا کرتا ہے جگر اور عدد کی ساخت قشری انسجہ (اپہی تھیلیل ٹشوز) کی ساخت سے تیار ہوتی ہے۔

تولید دم:

جو غذاء معدہ اور امعاء میں ہضم ہونے کے بعد جگر میں جاتی ہے وہ پختہ ہو کر خون (سرخ ذرات) بن جاتی ہے جو زیادہ پختہ ہو جاتی ہے وہ صفراء بن جاتی ہے اور جو خام رہ جاتی ہے وہ بلغم کہلاتی ہے اور بلغم کا جو حصہ غلیظ بن جاتا ہے اس کو سودائے طبعی (سفید ذرات خون) کہتے ہیں اور یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے بلکہ جسم کے تمام نالی دار عدد میں بھی یہی سلسلہ جاری رہتا ہے اور پھر خون غذاء جسم میں صرف ہوتا رہتا ہے (بڑھا پاس 59)

طب قدیم کا کمال:

طب قدیم جب جگر کا ذکر کرتی ہے تو وہ اس کا مزاج گرم خشک بیان کرتی ہے اور اس کی غذا صفراء بیان کرتی ہے اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ اس میں جب تحریک ہوتی ہے تو جسم میں گرمی خشکی اور صفراء بڑھ جاتے ہیں اس طرح وہ جگر کے صرف اس حصے کا ذکر کرتی ہے جو غدی و غشائی مادہ (قشری مادہ، اپی تھیلیل ٹشوز) سے بنا ہوا ہے یہی طب قدیم کا کمال ہے (بالغذاء ص 170)

یاد رکھیں کہ افعال اور اعمال میں اس کے دونوں حصے شریک نہیں ہیں جو اس کے مادے سے نہیں بنے ہوئے پہلا پردہ اعصابی یا حصہ اعصابی ہے جس کا تعلق دماغ سے ہے دوسرا پردہ عضلاتی ہے جس کا تعلق دل سے ہے جو انسجہ عضلاتی (مسکولر ٹشوز) کا بنا ہوا ہے البتہ خاص جگر و غدہ میں دوسرے دو اپنے حصے اپنے احساسات و تحریکات ضرور کرتے رہتے ہیں جب کوئی دواء و غذا یا زہر یا شے خاص جگری و غدی (قشری) حصے پر اثر انداز ہوتی ہے تو اس کا اثر اعصابی و عضلاتی حصہ پر نہیں ہوتا لیکن جس طرح عصبی و عضلاتی احساسات و تحریکات کا جگر و غدہ پر اثر ہوتا ہے اس طرح جگری و غدی (قشری) افعال و اعمال کا اثر بھی اعصاب و عضلات (دل و دماغ) پر پڑتا ہے (علاج بالغذاء ص 169)

جگر نہ صرف غذا کو ہضم کر کے اخلاط میں تبدیل کر کے خون بناتا ہے بلکہ صفراء کو خون سے جدا کر کے آنتوں میں گراتا ہے اور مٹھاس کو جسم میں ہضم کراتا ہے جگر ایک غدود ہے اور جسم کے تمام چھوٹے بڑے غدود (نالی دار) کا مرکز ہے جس طرح دماغ اعصاب کا مرکز ہے اور دل عضلات کا مرکز ہے یعنی اس کے افعال اسی کے تحت جسم کے تمام نالی دار غدود کام کرتے ہیں (علاج بالغذاء ص 188)

افعال کے لحاظ سے جسم کے اندر یا باہر جہاں جہاں پر رطوبت کی ضرورت ہوتی ہے وہاں پر نسج قشری غد یا جھلی کی شکل میں ضرور لگے ہوتے ہیں جیسے منہ تھوک، آنکھ، آنسو، ناک اور حلق میں رطوبات اسی طرح مری، پھیپھڑوں کے اندر بلغم، عورتوں میں دودھ، مردوں میں منی کا اخراج ہونا اسی طرح پسینہ اور پیشاب وغیرہ کا اخراج بھی نسج قشری کے افعال میں داخل ہے (سوزش و اورام

قشری (کبدی) انسجہ میں صفراء کے مخلول پائے جاتے ہیں (سوزش و اورام 101)

جگر اور غدودنا قلدہ کی ساخت قشری انسجہ (اپہی تھلیل ٹشوز) کی ساخت سے تیار ہوتی ہے (بڑھا پاس

(59)

(4) دماغ و اعصاب:

دماغ مرکز اعصاب ہے اور اعصاب تمام جسم میں پھیلے ہوئے ہیں اس لئے جب ہم اعصاب کا ذکر کرتے ہیں تو اس میں دماغ بھی شریک ہوتا ہے یاد رکھیں کہ اعصاب اپنے مرکز دماغ سے لے کر نخاع کے ذریعے تمام جسم میں پاؤں تک پھیلے ہوئے ہیں (علم الادویہ ص 209)

طب قدیم جب دماغ و اعصاب کا ذکر کرتی ہے تو وہ ان کا مزاج سرد تر (تری کے غلبہ کے ساتھ) بیان کرتی ہے اور یہ بھی بیان کرتی ہے کہ ان میں جب تحریک ہوتی ہے تو جسم میں تری و سردی اور بلغم بڑھ جاتے ہیں اس طرح وہ دماغ و نخاع کے صرف اس حصے کا ذکر کرتی ہے جو اعصابی مادہ سے بنا ہوا ہے جس کو انسجہ اعصابی (نروز ٹشوز) کہتے ہیں یہی طب قدیم کا کمال ہے (علم الادویہ

(ص 209)

فرنگی طب کی غلطی:

فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس میں اعصاب کے دو اقسام بیان کئے گئے ہیں۔

قسم اول اعصاب حس

قسم دوم اعصاب حرکت

یاد رکھیں کہ اعصاب صرف حس کے لئے اعضاء ہیں ان میں حرکت نہیں ہوتی البتہ ان کا تعلق عضلات کے ساتھ (کیمیادی طور) ضرور ہوتا ہے جو حرکت کے اعضاء ہیں جب اعصاب میں کوئی حس اثر انداز ہوتی ہے تو وہ ضرورت کے مطابق عضلات میں حرکت پیدا کر دیتے ہیں یاد رکھیں کہ حرکت کے اعضاء صرف عضلات ہیں جن سے جسم کی حرکات صادر ہوتی ہیں ان میں کھانا پینا، دیکھنا، سننا، پڑھنا اور چلنا پھرنا وغیرہ شامل ہیں لیکن احساس کرنا چکھنا اور سونگھنا وغیرہ اعصاب کی تحریکات میں ہیں اس لئے دماغ ساکن ہے اور اعصاب کا مرکز ہے اور دل حرکت میں ہے اور

عضلات کا مرکز ہے یا درکھیں کہ حرکت صرف عضلات میں ہوتی ہے اس لئے اعصاب کو حرکی سمجھنا غلطی ہے (علم الادویہ ص 210)

اب مختصر طور سے اس طرح سمجھ لیں کہ ہر قسم کے احساسات اعصاب کے ذریعے پیدا ہوتے ہیں دماغ اور اعصاب میں تیزی سے تمام جسم میں رطوبات و بلغم کا غلبہ ہوتا ہے اور احساسات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے (تحقیقات الجربا ص 40)

دوران خون اور نظریہ مفرد اعضاء:

نظریہ مفرد اعضاء کے تحت دوران خون دل (عضلاتی انسجہ) سے جسم میں دھکیلا جاتا ہے پھر شریانوں کی وساطت سے جگر (ندی - قشری - انسجہ) سے گزرتا ہوا دماغ (اعصابی انسجہ) پر گرتا ہے تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر باقی رطوبات (غدد جاذبہ) کے ذریعے جو طحال کے ماتحت غدد کی وساطت سے کام کرتے ہیں جذب ہو کر اور پھر خون میں شامل ہو کر دل (عضلات) کے فعل کو تیز کرتا ہے اور جو خون غدد سے چھٹنے سے رہ جاتا ہے وہ بھی وریدوں کے ذریعے واپس قلب میں چلا جاتا ہے اس طرح یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔

طب قدیم کی حقیقت کی تصدیق:

یہاں پر سمجھنے والی بات وہ حقیقت ہے جو طب قدیم نے ہزاروں سال قبل لکھی ہے کہ دوران خون میں جب تک جگر (غدد ناقلہ) سے نہ گزرے وہ جسم میں نہیں پھیلتا یا ترش نہیں پاتا اسی طرح ترش پانے کے بعد جب بقایا رطوبات طحال (غدد جاذبہ) میں جذب ہو کر کیمیائی طور پر تبدیلی حاصل نہ کریں یعنی ان کا کھاری پن ترشی میں تبدیل نہ ہو وہ دل (عضلات) پر نہیں گرتیں اور ان کو تیز نہیں کر سکتی صرف سمجھانے کے لئے دل و جگر اور دماغ و طحال کے اعضاء کے نام لکھے گئے ہیں ورنہ جسم میں ہر جگہ عضلات و غدد ناقلہ اور اعصاب و غدد جاذبہ اپنے علاقہ اور حدود میں وہی کام انجام دے رہے ہیں جو اعضاء رکبہ ادا کر رہے ہیں خون اور دوران خون کی ان چار تبدیلیوں کو طب قدیم میں خون و صفراء اور بلغم و سوداء کے نام دیئے گئے ہیں جہاں جہاں یہ کیمیائی تبدیلیاں ہوتی ہیں انہی جگہوں کو ان کا مقام قرار دیا گیا ہے خون کا مقام دل، صفراء کا مقام جگر، بلغم کا مقام دماغ اور

سوداء کا مقام طحال لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ باقی جسم میں یہ تبدیلیاں نہیں ہوتیں بلکہ ہر جگہ جسم میں تمام انسجہ (نشور) دل، دماغ، جگر و طحال کے کام انجام دے رہے ہیں دلیل و تصدیق اور ثبوت کے طور پر ہم ان اعضاء کا مزاج پیش کر سکتے ہیں جہاں ہر دورطوبات کیمیائی تبدیلیاں حاصل کرتی ہیں دونوں کی کیفیاتی و خلطی اور کیمیائی مزاجوں میں ذرا بھر کوئی فرق نہیں ہے کیا فرنگی طب اندھی ہے اگر اس کے سائنس دان نہیں سمجھ سکتے تو ہم ان کو سمجھانے کا چیلنج کرتے ہیں اس راز کو سمجھ لیں کہ دوران خون دل عضلات سے شروع ہو کر جگر (غدد ناقلہ) و دماغ (اعصاب) اور طحال (غدد جاذبہ) میں سے گزرتے ہوئے دل (عضلات) کی طرف واپس لوٹتا ہے (تحقیقات علاج بالغذاء ص 75، 76)

مفرد اعضاء در اصل مجسم اخلاط ہیں:

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ مفرد اعضاء کی پیدائش اخلاط کے معاً بہ ترکیب پانے سے ہوتی ہے ان میں اور اخلاط میں صرف اس قدر فرق ہے کہ مفرد اعضاء مجسم ہیں اور اخلاط مخلول ہیں گویا مفرد اعضاء در اصل مجسم اخلاط ہیں طب یونانی اخلاط کو چار تسلیم کرتی ہے اور ہر ایک کی دو کیفیات ہیں دو کیفیات کے ماتحت ہیں گویا اخلاط مفرد اعضاء ایک ہی کیفیات اور ایک ہی مزاج کے ماتحت غذاء سے پیدا ہوتے ہیں اور عمل کرتے ہیں جب بھی کوئی دواء و غذا اور شے کھائی جاتی ہے یا کسی طریقہ پر جسم انسان میں داخل کی جاتی ہے تو وہ کسی نہ کسی مفرد عضو کو ہی متاثر کرتی ہے اس کے بعد اخلاط میں شریک ہوتی ہے پھر اس کے اثرات و افعال تمام جسم پر نمایاں ہوتے ہیں چونکہ مفرد اعضاء (نشور) چار اقسام کے ہیں جو چار مختلف اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں ان کے چار مختلف مزاج اور چار کیفیات ہیں اس لئے جس مزاج کی دواء ہوتی ہے اس مفرد عضو کو متاثر کر کے وہی کیمیائی اثرات اخلاط میں پیدا کر دیتی ہے پھر وہی افعال تمام جسم پر نمایاں ہوتے ہیں اور یہی سلسلہ ایک خاص وقت تک قائم رہتا ہے اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ہر دواء غذا اور شے کے بعد جسم پر کسی خاص خلط کا غلبہ اور مزاج و کیفیت کا اثر نمایاں رہتا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی اثر کیمیائی طور پر اخلاط میں پایا جائے گا اور یہی افعال کسی ایک مفرد عضو میں سر سے پاؤں تک پائے

جائیں گے ثابت ہوا کہ چونکہ مفرد اعضاء (ٹشوز) چار ہیں اس لئے ہر دواء غذا اور شے کے اثرات بھی چار ہی اقسام کے ہیں البتہ جیسی قوت و شدت کی وہ ہوگی اسی قوت و شدت کا اظہار ہوگا لیکن یہ یاد رکھیں کہ ایک وقت میں صرف ایک خلط کا غلبہ ہوگا اور ایک ہی مفرد عضو میں تحریک ہوگی البتہ جب تحریک کسی دوسرے مفرد عضو میں بدل جائے یا پیدا کر دی جائے تو اخلاط میں بھی کیمیادی طور پر بھی وہی افعال ظاہر ہوتے جائیں گے اس طرح مفرد اعضاء کی تحریک اور اخلاط میں تبدیل کے اثرات و افعال نمایاں طور پر نظر آتے ہیں لیکن یہ کبھی نہیں ہوگا کہ دونوں مفرد اعضاء یا دو اخلاط کا بیک وقت اثر ہو یا جسم میں بیک وقت دو مزاج ہوں البتہ دو کیفیات ضرور پائی جاتی ہیں اور یہ بھی یاد رکھیں کہ مزاج و اخلاط اور مفرد اعضاء میں تبدیلی ہمیشہ کیفیات کے ذریعے ہی پیدا ہوا کرتی ہیں کیونکہ انہی کیفیات کا اثر مزاج و اخلاط اور اعضاء پر یکساں کام کرتا ہے۔

(علاج بالغذاء ص 160, 161)

مفرد اعضاء کا پھیلاؤ:

مفرد اعضاء (ٹشوز) چاروں ہی سرے پاؤں تک اسی طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ ان کی بافتیں و ساختیں اور ریشے ایک دوسرے میں مل کر مرکب اعضاء بن گئے ہیں جیسے مختلف اقسام اور رنگوں کے دھاگے مل کر ایک خاص قسم کا کپڑا بنا دیتے ہیں انہی مرکب اعضاء سے جسم انسانی بنا ہوا ہے جیسا کہ ہر مقام پر کوئی نہ کوئی عضو مفرد ہے البتہ کسی حصہ میں کسی ایک مفرد عضو (ٹشوز) کا غلبہ پایا جاتا ہے اور کسی دوسرے حصہ میں دوسرے مفرد عضو کا غلبہ ہوتا ہے یہی صورت حال چاروں مفرد اعضاء کی ہے جہاں جہاں پر ان چاروں مفرد اعضاء کے مرکب ہیں وہاں پر خاص انہی انجہ (ٹشوز) سے اعضاء بن گئے ہیں جیسے دل و دماغ اور جگر و طحال وغیرہ البتہ ان کے اندر اور گردا گرد دیگر مفرد اعضاء (ٹشوز) کے ریشوں کی بافتیں اور ساختیں ضرور پائی جاتی ہیں تاکہ ان کا آپس میں تعلق قائم رہے جن کے ایک دوسرے کے اندر تحریکات و دوران خون اور رطوبات کا سلسلہ جاری رہتا ہے جیسے کسی مشین کے پرزے ایک دوسرے میں فٹ ہو کر ایک دوسرے پرزے کو چلاتے رہتے ہیں اور ان میں تیل و پیٹرول اور بجلی کا اثر قائم رہتا ہے ان حقائق سے ثابت ہوا کہ تمام جسم

کے مرکب اعضاء سر سے لے کر پاؤں تک ان ہی چاروں مفرد اعضاء سے بنے ہوئے ہیں (علاج بالغذاء ص 161, 162)

عدد جاذبہ جن کا مرکز طحال ہے مخاطی خلیات سے بنتے ہیں مخاطی خلیات مخاطی مادہ سے اور مخاطی مادہ خون کے سوداوی عناصر کی خلط سے بنتا ہے عدد جاذبہ کا کام جذب کرنا ہے خون عناصر کے ان چار اخلاط سے مرکب ہے جو دوران خون کے ذریعے ان چار اقسام کے مفرد اعضاء کی غذا بنتے ہیں یہ تقسیم دوران خون کی گردش کے بالکل مطابق ہے جو دل عضلات سے شروع ہو کر جگر (عدد ناقہ) سے گزرتے ہوئے دماغ و اعصاب کے زیر اثر تمام جسم پر رطوبات بکھیر دیتی ہے پھر طحال (عدد جاذبہ) کے ذریعے وہ تمام رطوبات جذب ہو کر دل (عضلات) میں شامل ہو جاتی ہیں (بڑھاپا ص 71) الحاقی (طحالی) انسجہ میں سوداء کے محلول پائے جاتے ہیں (سوزش و ادراص ص 101)

طحال کی تحریک سے سیاہ یرقان اور حمی اسود پیدا ہو جاتا ہے (حمیات ص 139) مزید معلومات کے لئے یہ امر ذہن نشین کر لیں کہ سودا کا مقام طحال ہے اور تمام عدد جاذبہ کا مرکز ہے خون کے جسم میں خرچ ہونے کے بعد کیمیادی طور پر فصلات اکٹھے ہوتے ہیں وہ عدد جاذبہ خصوصاً طحال میں کیمیادی طور پر (کسی خلط سے نہیں) کیونکہ عدد جاذبہ بغیر نالی کے عدد ہیں اکٹھے ہو جاتے ہیں پھر وہاں سے کیمیادی طور پر عضلات خصوصاً معدہ کے عضلات پر ترشح پاتے ہیں جس سے عضلات میں انقباض اور اس میں تیزی پیدا ہوتی ہے (حمیات ص 139)

خاص بات

انسجہ الحاقی بوقت ضرورت انسجہ اعصابی: انسجہ عضلاتی اور انسجہ ندی (قشری) میں تبدیل ہو جاتے ہیں (حمیات ص 140)

حقیقت یہ ہے کہ جسم انسان اور خون میں سب سے طاقت ور خلط طبعی سوداء ہے (بڑھاپا ص 71)



استخراج

اس مجلہ کو لکھنے میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا تاکہ نئے طالب علم گمراہی کا رستہ اختیار کرنے سے بچ جائیں۔

بحوالہ حضرت صابر ملتانی 10 مئی 1970 منڈی بہاؤ الدین

بحوالہ سوانح حیات و خطابات صابر نوری کتب خانہ اشاعت اول 1995

بحوالہ سوانح حیات نوری کتب خانہ حضرت صابر ملتانی جولائی 1971 سکھر سندھ

بحوالہ سوانح حیات صابر ملتانی نوری کتب خانہ (حضرت صابر ملتانی دنیا پور 4 نومبر 1968)

(بحوالہ تحقیقات علاج بالغذا ص 66-65 مصنف صابر ملتانی)

بحوالہ علاج بالغذا مصنف صابر ملتانی ص 72

(بحوالہ علاج بالغذا مصنف صابر ملتانی ص 160-162)

(بحوالہ فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے ص 129-130)

(فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے ص 132-133)

(فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے ص 135)

(کیا بڑھا پا قابل علاج ہے؟ ص 53)

(علاج بالغذا ص 73-74)

(علاج بالغذا ص 74)

(علاج بالغذا ص 74)

(کیا بڑھا پا قابل علاج ہے ص 48-49)

(بحوالہ تحقیقات الحجرات ص 41)

(حجرات ص 40)

(حجرات ص 39)

(بڑھا پا ص 53)

(بڑھا پا ص 54)

(بڑھا پا ص 52)

(فرنگی طب ص 123, 124)

- (فرنگی طب ص 124,125)
- (فرنگی طب ص 125)
- (کیا بڑھا پاس 71)
- (بڑھا پاس 57)
- (بڑھا پاس 59)
- (بالغذاء ص 170)
- (علاج بالغذا 169)
- (علاج بالغذا ص 188)
- (سوزش وادرام ص 127)
- (سوزش وادرام 101)
- (علم الادویہ ص 209)
- (علم الادویہ ص 209)
- (علم الادویہ ص 210)
- (تحقیقات الجربا ص 40)
- (تحقیقات علاج بالغذا ص 75,76)
- (علاج بالغذا ص 160,161)
- (علاج بالغذا ص 161,162)
- (بڑھا پاس 71)
- (سوزش وادرام ص 101)
- (حمیات ص 139)
- (حمیات ص 139)
- (حمیات ص 140)
- (بڑھا پاس 71)